تاثرات

محمد فاروق، قطر

میں اکیس سال سے اپنے والد کے ہمراہ قطر میں مقیم ہوں۔ ہم نے تو کبھی نہ علامہ شہیدؒ کو دیکھا تھا اور نہ سنا تھا مگر والد محترم بتایا کرتے تھے کہ پاکستان کے کبار علمائے اہلحدیث میں ایک شخصیت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی بھی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ ہم بھی علامہ شہیدؒ کو دیکھیں چنانچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۶ء بروز پیر علامہ شہید رحمہ اللہ یہاں قطر تشریف لائے کسی کے علم میں نہ تھا کہ علامہ شہید آئیں گے۔ آپ کو بتا چکا ہوں کہ میرے والد ابتداء ہی سے علمائے حق کے خادم رہے ہیں یہاں قطر میں بھی ان کے عرب علمائے کرام سے اچھے تعلقات ہیں۔ پیارے قائد علامہ شہید رحمہ اللہ جب یہاں تشریف لائے تو اس کی خبر سعودی ادارہ "المرکز الاسلامی للدعوۃ والارشاد" کو ہو گئی۔ وہاں پر موجود ہندوستانی علماء کرام نے میرے والد کو اطلاع دی کہ سنا ہے علامہ احسان الٰہی ظہیر "فندق الواحہ" میں ٹھہرے ہوئے ہیں ہمیں علم ہوتے ہی ہم فوراً علامہ شہیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم جب وہاں ان کے پاس پہنچے تو شام کے چار بج رہے تھے ملاقات کے بعد علامہ شہیدؒ نے بتایا کہ میں نے ابھی قطر ہائی کورٹ کے سینئر جج فضیلۃ الشیخ احمد بن حجر آل بوطامی السلفی کے ہاں جانا ہے چونکہ فضیلۃ الشیخ سے وقت پہلے طے ہو چکا ہے آپ لوگ بھی میرے ساتھ قاضی صاحب کے ہاں چلیں۔

جب ہم علامہ شہید رحمہ اللہ کے ہمراہ قاضی صاحب کے ہاں پہنچے تو قاضی صاحب نے بڑے جوش و خروش سے علامہ شہید کا استقبال کیا (چونکہ قاضی صاحب پہلے بھی علامہ مرحوم کی شخصیت سے غائبانہ طور پر واقف تھے) جب مجلس خوب جم گئی اور گفتگو شروع ہو گئی تو تصوف کا مسئلہ زیر بحث آگیا اور بات یہاں تک جا پہنچی کہ علامہ شہیدؒ نے بتایا کہ جامعہ ازہر (مصر) میں تصوف اس طرح چھا چکا ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ بات سنتے ہی قاضی کی مجلس میں موجود علمائے کرام آگ بگولہ ہو گئے۔ انہوں نے مجلس میں اونچی اونچی باتیں کرنا شروع کر دیں اور اس امر سے انکار کرنا شروع کر دیا کہ ازہر پر مصری تصوف غالب ہے مگر میں نے دیکھا کہ ایک ہی منٹ میں میرے پیارے قائد شہید رحمہ اللہ نے پورے مجمع کو اس طرح اپنے اعتماد میں لے لیا کہ پھر کسی کو جرات نہ ہوئی کہ وہ علامہ شہید کے سامنے بات کر سکتا۔ بلکہ میں نے دیکھا جب مجلس ختم ہوئی تو وہی مصری علماء جو زور زور کی باتیں کر رہے تھے علامہ شہیدؒ کے سامنے طالب علموں کی طرح کھڑے ان سے سوالات کر رہے تھے۔

اس کے بعد جب مجلس ختم ہوئی تو شیخ احمد بن حجر قاضی محکمہ شرعیہ نے علامہ شہیدؒ کو مجبور کیا کہ

آپ جمعرات کو واپس نہ جائیں ایک اور دن ہمیں دے دیں تاکہ ہم آپ کا خطبہ جمعہ بھی سن سکیں اور آپ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کرنے کا شرف حاصل کرلیں۔ علامہ مرحوم شہید پہلے تو کافی دیر تک معذرت کرتے رہے مگر جب دباؤ بڑھ گیا تو رضا مندی کا اظہار کر دیا اور جمعہ پڑھانے پر راضی ہو گئے میں تو بہت خوش ہوا چونکہ ہماری ذاتی خواہش بھی یہی تھی۔ چنانچہ ۲۶ دسمبر۱۹۸۶ء بروز جمعہ علامہ شہیدؒ نے "جامع مسجد ابن حجر" (جس کا شمار قطر کی وسیع مساجد میں ہوتا ہے) خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس دن ہم آپ کی خطابت سے اتنے متاثر ہوئے کہ کیا بتاؤں؟ میرے پاس الفاظ نہیں کہ اپنے شعور کو الفاظ میں بیان کر سکوں۔

علامہ شہیدؒ نے "**اطیعو اللہ واطیعوا الرسول**" کے موضوع پر ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ عرب سامعین کی آنکھوں سے آنسوؤں کی قطاریں بندھ گئی۔ اور خطبہ کے بعد میں نے دیکھا کہ ہر عرب سامع کی یہ خواہش تھی کہ وہ علامہ شہیدؒ سے مل کر واپس جائے مگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ سنتوں کے بعد علامہ مرحوم کا ایک اردو زبان میں خطاب ہونا تھا تو فوراً نماز جمعہ کے ختم ہوتے ہی پاکستانی اور انڈین دوستوں کے ہجوم نے اس طرح پیارے قائد علامہ شہیدؒ کو گھیر لیا تھا کہ پچھلی صفوں کے نمازیوں کا آپ تک پہنچنا انتہائی مشکل اور صعب بن چکا تھا۔ (الحمدللہ علامہ شہید کا وہ خطبہ جمعہ اور بعد میں اردو زبان میں مختصر خطاب آج بھی میرے پاس محفوظ ہیں) خیر جمعۃ المبارک کی اسی رات علامہ شہید تو واپس پاکستان چلے گئے مگر ہمارے دل میں ایسی محبت و پیار بٹھا گئے جو زندگی بھر نکل نہیں سکتا۔ آپ کا خطبہ سننے سے قبل تو ہم آپ سے صرف اس لئے محبت رکھتے تھے کہ آپ کا شمار پاکستان کے کبار علمائے اہلحدیث میں ہوتا ہے۔ مگر آپ کا خطبہ سننے کے بعد ہم نے یہ یقین کر لیا کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ ایک نابغہ عصر شخصیت ہیں آپ جیسے عظیم انسان آج کی دنیا میں بہت ہی کم میسر آتے ہیں۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ علامہ احسان شہیدؒ پانچ دن یہاں ٹھہرے پانچ دن ان کے لئے ڈرائیوری کا شرف بھی میرے والد محترم کے حصے میں آیا۔

مختصراً یہ کہ ہم نے ایک ہی خطبہ جمعہ سن کر علامہ شہیدؒ کو اپنا قائد مان لیا آپ کی شخصیت کو دور حاضر کے لئے مجدد تسلیم کر لیا اور پھر آپ سے اتنی محبت اور پیار ہوا کہ یقین جانئے میرے دادا جان فوت ہوئے میری نانی اماں فوت ہوئیں مگر میرے دل پر ان کی اس قدر وفات کا اتنا صدمہ نہ ہوا جتنا اپنے پیارے حسین قائد علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی شہادت سے ہوا۔ اور آج بھی اللہ جانتا ہے صرف اٹھتے بیٹھتے ہی نہیں بلکہ اپنی ہر مجلس میں ان کا تذکرہ کرتا ہوں ان کو ہر دم خراج تحسین

پیش کرتا ہوں اور اپنی ہر دعا میں علامہ شہید کا نام لے کر ان کے لئے بلندی درجات کی دعا کرتا ہوں۔ یا میرے اللہ میرے پیارے مظلوم قائد کے درجات بلند فرما قیامت کے دن ان پاکباز صحابہ کرامؓ کی رفاقت عالیہ نصیب فرما کہ جن کا پوری عمر دفاع کیا اور یا میرے اللہ تو میرے قائد کے قاتلوں کو تباہ و برباد فرما جنھوں نے ان کے قاتلوں کو چھپایا ہے ان کو بھی نیست و نابود فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

اب تو میرا حال یہ ہے کہ میں جس مجلس میں جاؤں وہاں ضرور علامہ شہیدؒ کا تذکرہ کرتا ہوں ان کا ذکر کئے بغیر مجھے چین نہیں آتا ان کے خلاف بولنے والی زبان کو برداشت نہیں کرتا بلکہ جو شخص ان کے خلاف بولے اس کا چہرہ تک دیکھنا گوارہ نہیں کرتا۔

- اتحاد اُمت کیسے ممکن ہے؟
- شیعیت کا آغاز کہاں سے ہوا؟
- اُمت مسلمہ میں انتشار پھیلانے کی سازش کس نے کی؟
- ایران شیعیت کی آماجگاہ کیسے بنا؟
- شیعہ کے حقیقی عقائد کیا ہیں؟

یہ سب تفصیلات جاننے کیلئے امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی معرکۃ الآراء تصنیف

الشیعہ والسنہ اردو

کا مطالعہ بہت ضروری ہے

ناشر: ادارہ ترجمان السنہ
۷۵۔ شادمان ــــ لاہور

ملنے کا پتہ: مکتبہ قدوسیہ
اُردو بازار ــــ لاہور